پیغامِ تاج الشریعہ: صلح کلی نبی کا نہیں سنیو! سنی مسلم ہے سچا نبی کیلئے

حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا

صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجد

دار النقی

پیغامِ تاج الشریعہ: صلح کلی نبی کا نہیں سنیو! سنی مسلم ہے سچا نبی کیلئے

حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا

صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجدؔ

دار النقی

دار النقی

بیاد: رئیس المتکلمین حضرت العلام مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ

(والد ماجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ)

نام کتاب: حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا -- صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

از قلم: حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد صاحب حفظہ اللہ

(نائب قاضی ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ، ہند)

صفحات: ۱۶

اشاعت: اگست ۲۰۱۷ء -- ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ

بموقع: تاج الشریعہ کانفرنس (یوم ولادت حضور تاج الشریعہ ۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ)

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر: دار النقی

Email: markweb1011@gmail.com Cell: 0092 334 3247192

یہ کتاب www.muftiakhtarrazakhan.com پر بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانوادۂ بریلی اپنے علمی وجاہت، فقیہانہ کروفر، اور عارفانہ جلال وجمال کے سبب ہر دور میں ممتاز اور یکتائے روزگار رہا ہے، فقہ تصوف اور ادب میں اس خانوادہ کی خدمات کا کوئی بدل شاید ہی کہیں ملے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے بعد حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ ابراہیم رضا خان، اور تاج الشریعہ مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری، چمنستان شعر وسخن کی سرسبز وشادابی اور میکدہ عرفان کو آباد رکھنے میں خون جگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یادرکھے گی۔

ہمارے عہد کے مردیگانہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا ہے اس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آتی آپ علم وفن میں یگانہ، تصوف ومعرفت میں یکتا، خلق وکرم میں ممتاز اور پیروئ سنت میں امام اعظم ہیں، عالم شباب سے عمر کی اس منزل تک اپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب نے اس مرتبہ کمال تک پہنچادیا ہے کہ آج ہر آنکھ آپ کی دید کی طالب، ہر دل محبت کیش آپ کا تمنائی اور ہر صالح ذہن فرد آپ کا شیدائی ہے، عالمی سطح پر ابھی جو مقبولیت آپ کی ہے اس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ خلق خدا کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی گئی ہے اور یہ یقیناً اللہ کے ولی کی پہچان ہے۔

تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کی متنوع جہتیں ہیں اور ہر جہت ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے، چند سطروں میں اسے بیان کرنا ساحل دریا کی سیر کے سوا کچھ نہیں مگر عشق وعرفان کے دریا میں جسے ڈوبنے کا حوصلہ نہ ہو اس کے لئے ساحل کی سیر بھی ’’توفیق ایزدی‘‘ ہے اس تناظر میں چند ضروری گزارشات حاضر خدمت ہیں۔

آج بڑے لخلخہ سے تکفیری مہم، تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت'' کے الفاظ رسائل وجرائد اور سوشل میڈیا پہ اچھالے جا رہے ہیں، مقصود انتشار کے آزار سے امت مسلمہ کو بچانا نہیں بلکہ اپنے اندر کے بخار اور دوسرے کی مقبولیت سے اپنی بیزاری کا اظہار ہے۔ اس طرح کی مہم ان افراد کے ذریعہ سامنے آئی ہے جسے دین میں تصلب اور مسلکی و مذہبی حدود کی پابندی ناگوار گزرتی ہے، جو شریعت کو اپنی پسند کا پابند بنانا چاہتے ہیں اور طبیعت کو شریعت پر غلبہ دینا جن کا مقصود ہے۔ یہ ہنگامہ مختلف حلقوں سے اسی طرح کیا جا رہا ہے جس طرح انگریزوں نے افواہ پھیلا کر ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کر دی تھی، انہیں اگر اپنی تاریخ معلوم ہوتی، اپنے گھر کے بزرگوں کے احوال معلوم ہوتے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رچی گئی سازش کا علم ہوتا تو وہ اپنے محسن کے خلاف زبان کھولنے کے بجائے ان کا درد سمجھتے، ان کے مشن کا حصہ بنتے، اور اسلام وسنیت کو بدعقیدگی مداہنت اور صلح کلیت سے محفوظ رکھنے میں ان کی معاونت کرتے۔ مگر جماعتی بغاوت کا جنون، خانقاہی چشمک، خاندانی تعصب اور معاصرانہ منفی رویہ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے، یہ نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ اسے قبول کر سکتے ہیں۔ ایسے میں تاج الشریعہ کی حقیقت اور ان کے محاسبانہ روش کو سمجھنا کیسے ممکن ہے۔

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد　　　ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

ہمارے بعض کرم فرماؤں نے حقائق سے آنکھیں موند کر جس طرح اکابر کی کردارکشی کو بطور مہم اپنا رکھا ہے اس کے نتائج کتنے بھیانک ہوں گے اس کا اندازہ انہیں اس وقت ہوگا جب حضور تاج الشریعہ کے سایۂ کرم سے محروم ہو جائیں گے، انہوں نے یہ دیکھا کہ تاج الشریعہ نے کسی معروف خطیب کے خلاف شرعی محاسبہ کیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ اس شرعی محاسبہ کے اسباب کیا ہیں؟ بعض سنی تنظیموں کے خلاف تاج الشریعہ کی برہمی دیکھی مگر ان تنظیموں کی قابل گرفت حرکتیں نہیں دیکھیں، بعض اہل خانقاہ سے ان کا اعراض دیکھا مگر ان صاحبان جبہ و

دستار کی غیر صوفیانہ روش نہیں دیکھی، ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف ان کا سخت احتجاج اور مجاہدانہ کردار دیکھا مگر طاہر القادری کے پردے میں چھپے دین کے غاصب کو نہیں دیکھا۔ ان تمام سانحات کی تفصیل مختلف کتابوں میں بھری پڑی ہے انہیں دیکھے بغیر علمی و شرعی گرفت کرنے والے کے خلاف واویلا مچانا کہاں کی دانش مندی ہے،؟ چور کا ہاتھ کاٹنے والا مجرم مگر چوری کرنے والا متقی؟ سنگساری کا حکم دینے والا مجرم مگر مرتکب زنا مظلوم؟ دین کے باغیوں کی گرفت کرنے والا مجرم مگر دین سے کھلواڑ کرنے والا محبوب؟ کیا اس کا نام دینی شعور اور پختہ ایمانی ہے؟

واویلا مچانے والے اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب کے سب مجرم ہیں اور تنہا تاج الشریعہ صحیح ہیں؟ ملک میں کسی اور نے ان کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیا؟ ہر معاملہ میں صرف تاج الشریعہ ہی پیش پیش کیوں ہیں؟ ان کرم فرماؤں کو اب کون سمجھائے کہ جو دین کا پیشوا ہوتا ہے اہل علم اور ذمہ داران مشکل معاملات میں انہیں سے رجوع کرتے ہیں اور اس یقین سے رجوع کرتے ہیں کہ یہاں شخص اور شخصیت کی پروا کئے بغیر شرعی حکم سنایا جاتا ہے، ان کا یہ اعتماد اتنا پختہ اور یقینی ہے کہ ان اختلافی مسائل میں بھی سب سے پہلے وہ یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں تاج الشریعہ کا موقف کیا ہے، جو ان کا موقف ہوتا ہے وہی حجت اور قول فیصل قرار پاتا ہے۔ ان مذکورہ مسائل میں بھی تاج الشریعہ نے افراد و شخصیت کو دیکھنے کے بجائے تقاضائے شرع پیش نظر رکھا ہے اور دلائل کی روشنی میں حکم شرع سنایا ہے۔ اس ”آئین جواں مرداں“ اور ”حق گوئی و بے باکی“ پہ انہیں کوئی نفس پرست کوستا ہے تو وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے کرے، مگر یہ یقین رکھے کہ تاج الشریعہ نے اس ”ایضاح حق اور حق گوئی و بے باکی“ سے جہاں کروڑوں افراد کے ایمان و عمل کو بچایا ہے وہیں اپنے ہمعصروں اور اپنے بعد والوں کو حق کے اظہار اور شریعت کی پاسداری کا حوصلہ بھی دیا ہے۔

تاج الشریعہ کے عہد کے فتنے:

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کے دور سے اسلام کے خلاف فتنوں کے اٹھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج تک قائم ہے، اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی نے اس کی سرکوبی کی، اس دور میں بھی دینی بے راہ روی کے ذمہ دار اکبر کے درباری ملا ابوالفضل اور فیضی ہی تھے مگر حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی جدو جہد سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ اس وقت ختم تو ہوگیا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے دور میں نئے چہرے کے ساتھ مختلف انداز میں پھر نمایاں ہوا، یہ دور تو گویا فتنوں کے سرا بھارنے کا دور تھا، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت اور دیگر فتنوں نے اس عہد میں جس طرح دین وسنت پہ حملے کئے، اس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی، مگر پروردگار عالم جل مجدہٗ نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے اس عہد کے علما ومشائخ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پیدا فرمایا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے اپنے کردار و عمل، تصنیفات وفتاویٰ اور مکتوبات وملفوظات کے ذریعہ ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا، انہیں فتنوں میں ”تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت“ جیسا فتنہ بھی تھا، جس سے وابستہ ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی اعتبار سے نمائندہ طبقہ بے راہ رو ہو رہا تھا اس طبقہ کی ذہنیت بھی اکبر کے ”دین الٰہی“ سے مستعار تھی، اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفاء وتلامذہ اور احباب کے ساتھ ان فتنوں کے خلاف علمی وعملی محاذ آرائی کی اور تاریخی ثبوت کے مطابق اسے وہیں دفن کر دیا۔ ان کی اس پیش قدمی سے کتنے افراد کو توبۂ صحیحہ اور رجوع الی الحق کی توفیق مرحمت ہوئی ان تاریخی حقائق کو دیکھنے کے لئے تصانیف رضا کے علاوہ حیات اعلیحضرت (ملک العلما مولانا سید ظفر الدین بہاری)، امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر (مولانا عبدالستار ہمدانی) اور تنقیدات وتعاقبات (پروفیسر مسعود احمد مظہری“ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

فتنوں کے ظہور کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ اعلیٰ حضرت کے بعد ان کے شہزادگان حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان اور سرکار مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہما الرحمہ کے عہد میں کئی فتنوں نے سر ابھارا جس میں ''تحریک شدھی'' بہت نمایاں فتنہ تھا اس کے ذریعہ دین سے نا آشنا مسلمانوں کو تبدیلیٔ مذہب پہ مجبور کیا جا رہا تھا کہیں لالچ اور کہیں خوف کے ذریعہ ہندو بنانے کی مہم چل رہی تھی، اس نازک مرحلہ میں اعلیٰ حضرت کے ان شہزادوں کے علاوہ ان کے خلفا و تلامذہ مثلا صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری، امام المتکلمین مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، محدث اعظم مولانا سید محمد اشرفی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی، برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری، محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی وغیرہ نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو قربانیاں دیں اسے تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے، حالات پڑھ کر جہاں ان کے ایثار و قربانی پہ آنکھیں چھلک پڑتی ہیں وہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اگر ان فتنوں کو اس عہد میں دبایا نہیں گیا ہوتا تو ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ یہ اعلیٰ حضرت ہی کے فیض یافتگان کی قربانیاں ہیں کہ یہاں اسلام زندہ و تابندہ ہے۔

تاریخ پہ جن کی نگاہ ہے وہ خانوادہ رضا کی علمی و مذہبی خدمات کے ساتھ ان کی مجاہدانہ کارکردگی کے بھی معترف ہیں، سیف و قلم دونوں سے جہاد و احقاق حق اسی خانوادہ کا طرۂ امتیاز ہے، یہ خانوادہ رضا ہی ہے جس نے ہر دور میں مسلمانوں کے مذہبی و ملی حالات پہ نگاہ رکھی ہے اور ان کے دین و ایمان کے تحفظ اور اسلام و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کوشاں رہا ہے۔
عہد حاضر کا مذہبی ماحول بھی فتنوں سے خالی نہیں اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکبر کا ''دین الٰہی'' ٹکڑوں میں بٹ کر آج بھی زندہ ہے اور جب تک ہوا و ہوس کا بازار گرم رہے گا یہ فتنے بھی موجود رہیں گے۔

تاج الشریعہ کے دور کے فتنوں میں ① سب سے بڑا فتنہ منہاجیت ہے یعنی دین الٰہی کی تجدید، فیورک کی بدلی ہوئی شکل اور عمانزم کا ترجمان اور ② دوسرا بڑا فتنہ صلح کلیت ہے جس کا سب سے بڑا مرکز ''سراواں الہ آباد'' اور سب سے بڑا آرگن ''ماہنامہ جام نور'' ہے۔ دنیا آج دونوں ''سنیت نما'' فتنوں سے اس طرح دوچار ہے کہ درمیان میں کھڑے افراد کے لئے حق کی شناخت بظاہر مشکل ہوگئی ہے۔ یہ دونوں فتنے بنام اسلام اور بنام اہل سنت ہیں، جس کی وجہ سے کل جس طرح تقلید کی بنیاد پر وہابیہ اور دیابنہ کی شناخت مشکل ہوگئی تھی، اسی طرح آج معمولات و مراسم کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت اور منہاجیت و صلح کلیت کی شناخت مشکل ہوگئی ہے، مگر جس طرح رات کی تاریکی میں صحیح راستہ نظر نہیں آئے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ غلط راستہ بھی صحیح راستہ ہے اسی طرح مراسم و معمولات کی بنیاد پر اگر گمراہوں سے حق کی تمیز مشکل ہوجائے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ سب جماعت ناجی اور صراط مستقیم پر گامزن ہے۔

برسوں قبل جب تاج الشریعہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے اسلام مخالف نظریات پر ان کی گرفت کی اور اتمام حجت و یقین کامل کے بعد کہ یہ اہل سنت کے خلاف باطل راستہ پہ چل پڑے ہیں آپ نے حکم شرع سنایا تو دنیا حیرت زدہ تھی کہ اتنا قابل عالم اور مشہور خطیب بھلا گمراہ کیسے ہوسکتا ہے مگر ''قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید'' آج دنیا تحقیق مزید کے بعد وہی کہہ رہی ہے جو تاج الشریعہ نے برسوں پہلے کہا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے رد میں تقریبا ۲۰ رکتابیں منظر عام پہ آچکی ہیں جو یہی ثابت کر رہی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا فیصلہ اسلامی اور امت کا اجماعی فیصلہ ہے اک نظر ان کتابوں کو دیکھیں:

① اسلام میں عورت کی دیت	علامہ احمد سعید کاظمی
② دیت المرأۃ	علامہ عطا محمد بندیالوی
③ عورت کی دیت	مفتی عبد اللہ قصوری
④ فتنہ طاہری کی حقیقت	مفتی محبوب رضا

⑤علمی گرفت	مفتی محبوب رضا خان
⑥اسلام اور روائرس مسیحیت	مولانا محمد بشیر القادری
⑦خطرہ کی گھنٹی	مولانا ابو داؤد صادق رضوی
⑧علمی وتحقیقی جائزہ	
⑨طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟	مفتی ولی محمد رضوی
⑩یہ سب کیا ہے؟	حافظ فریاد علی قادری
⑪متنازع ترین شخصیت	نواز کھرل
⑫سیفِ نعمان	مفتی فضل رسول سیالوی
⑬قہر الدیان	مولانا عاقب فرید قادری
⑭طاہر القادری عقائد ونظریات	مفتی اختر حسین قادری
⑮طاہر القادری جواب دیں	علمائے اہل سنت اکاڑہ
⑯اعلام بہ لزوم والتزام	مفتی کوثر حسن قادری
⑰ضرب حیدری	مولانا غلام رسول
⑱ڈاکٹر طاہر سنی نہیں	تاج الشریعہ

واضح رہے کہ کسی شخص کے ایمان کی پرکھ کے لئے اس کی خدمات نہیں دیکھی جائیں گی عقائد ونظریات دیکھے جائیں گے اگر خدمات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے تو منکرین زکوٰۃ کی بھی خدمات نکل آئیں گی، خارجی رافضی شیعہ اور قادیانی کی بھی کچھ نہ کچھ خدمات نکل آئیں گی، وہابیہ دیابنہ کو بھی خدمات کی بنیاد پہ حق پہ ہونے کا دعویٰ ہوگا، پھر حق و باطل کے درمیان تمیز کی صورت کیا رہ جائے گی؟ چور ڈاکو شرابی برے ہونے کے باوجود کچھ اچھے کام کرتے ہی ہوں گے تو انہیں اس اچھے کام کی وجہ سے اچھا اور شریف کہہ دیا جائے؟ ڈاکٹر طاہر القادری کی جو بھی خدمات ہوں ان سے انکار نہیں مگر اب ان کی فکر ”فکر اسلامی“ نہیں رہی تو ان پر حکم

شرع نافذ تو ہوگا۔ہندو پاک کے ان علما و مشائخ نے اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر عوام اہل سنت کو اس کے دام تزویر سے بچانے کے لئے ان پر جو حکم لگایا ہے اسے اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

دین اور بے دینی کے درمیان مصالحت کے لئے بعض اہل ہوا وہوس نے ’’صلح کلیت وندویت‘‘ کی بنیاد رکھی تھی ،ایک صدی قبل اس فتنہ کے خلاف پورے ملک کے علما مشائخ نے صدائے احتجاج بلند کیا،اس کے خلاف تحریکیں چلائیں ،کتابیں لکھیں ،اس کے دام فریب سے بچنے کے لئے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجلاس کئے ،جس کی پیشوائی تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہما نے کی ،اس وقت کی تقریباً تمام بڑی خانقاہوں کے مشائخ نے بھی اسے وقت کی آواز سمجھتے ہوئے اس کی پشت پناہی کی ،اسے اپنے تعاون سے مستحکم کیا اور اپنی دعائے نیم شبی سے اسے اتنا پراثر کیا کہ وہ فتنہ جو تحریک کی شکل میں اٹھا تھا ایک ’’مدرسہ‘‘ میں سمٹ گیا اور مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی ،مگر اسے وقت کا المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک صدی گزرتے گزرتے پندار نفس کے شکار بعض افراد نے سو سال قبل کی جدو جہد پر پانی پھیرنا شروع کر دیا ،انہوں نے اپنے طبعی تقاضے کے تحت ’’صلح کلیت‘‘ کا معنیٰ و مفہوم بدل دیا بلکہ اس لفظ سے ہی ان کو انقباض ہونے لگا ،اب کوئی ایمان و کفر کو یکجا کر دے ،اچھے اور برے کو ایک سمجھے ،بدعقیدوں اور خوش عقیدوں کو ایک ہی خانہ میں رکھے ،جن سے دور رہنے کا حکم ہے اس سے دوستی کرے اور جس سے سلام و کلام منع ہے اس سے رشتہ داری کرے ،معاذ اللہ! ان کے نزدیک وہ سچا مسلمان ہے اور اسی کو مقاصد شریعت کا ادارک نصیب ہوا ہے۔جدیدیت کے دلدادہ افراد نے بہ یک جنبش قلم کس طرح اپنے گھر کے بزرگ اور جماعت اہل سنت کے اکابر علما کی قربانیوں کا مذاق اڑایا ہے ،دیدہ حیرت سے دیکھنے کے لائق ہے۔

کل کی بہ نسبت آج دین سے بے رغبتی ،دین میں مداہنت اور دین کے خلاف بولنے

والے افراد زیادہ ہیں اور حق کی آواز بلند کرنے والے کم ۔دین میں آسانی اور سہل پسندی کے دلدادہ زیادہ ہیں اور تقویٰ وطریقت بلکہ شریعت کے آگے سرخم کرنے والے کم۔ شخصیت سے متاثر ہوکر حکم شرع سنانے والے زیادہ ہیں اور حاکم وقت کے آگے بھی حکم شرع سنانے والے کم۔ایسے میں اگر حق کی کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو ’’کشتہ تیغ نفس‘‘ بہ یک زبان ’’تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت‘‘ کہہ کر اس حق کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بتایا جائے یہ عمل دین کی حمایت میں ہے؟ اور کیا ایسا کرنے والے کو دین کا مخلص کہہ سکتے ہیں؟ وہ لوگ جو کی اوٹ سے ایسے لوگوں کی خاموش حمایت کر رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نفس پرستوں کا کوئی دھرم نہیں ہوتا وہ اپنے مطلب کے لئے روز اپنا قبلہ بدلتے ہیں اور بدلتے رہیں گے، آج جو افراد سرکار تاج الشریعہ کی مخالفت اور ان کی کردارکشی پہ کمربستہ ہیں کل ان کے دامن تقدس تک بھی یہ سحہ خونیں پہنچے گا اور اس وقت سوائے آہ وفغاں کے وہ کچھ نہیں کرسکیں گے۔ واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق ہمیشہ سرخرو رہا ہے اور رہے گا، آج حق کی علامت اور صلح کلیت کی یلغار کے مقابلہ میں حق کی آہنی دیوار کا نام ہے تاج الشریعہ، یہ دیوار سلامت ہے تو دین خلاف اٹھنے والے ہر فتنے بھی ناکام رہیں گے اور آج تک ناکام ہیں۔

جانشین مفتی اعظم اور مریدان مفتی اعظم:

جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ ادام اللہ فیوضہ علینا کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ علم عمل تقویٰ فتویٰ احتیاط احتساب، عبادت وریاضت اور کشف وکرامت ہر اعتبار سے تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہیں ۔میں ان تمام پہلوؤں پہ حوالہ فراہم کرکے مضمون کو طول نہ دے کر صرف احتیاط کے حوالہ سے چند باتیں عرض کروں۔

آج جماعت اہل سنت میں چند موضوعات پہ علمی اختلافات ہیں اگر بنظر انصاف دیکھیں تو ہر اختلافی مسئلہ میں حضور تاج الشریعہ کا موقف دلائل وشواہد کے علاوہ احتیاط کے اعتبار سے بھی

برحق معلوم ہوگا چند شواہد دیکھئے (ا) ٹی وی اور ویڈیو کے مسئلہ میں علمی اختلاف ہوا، جواز وعدم جواز کو لے کر جماعت دو خیمے میں بٹ گئی، آپ کا موقف عدم جواز کا تھا جس پر آپ شدت سے آج تک قائم ہیں۔قائلین جواز ''ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی ا ل'' کا موقف رکھتے تھے جس میں کہیں سے بھی تصویر کشی کی اجازت نہیں تھی، مگر آج ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' کی آڑ میں جس طرح کھلے عام تصویریں لی جارہی ہیں، چھاپی جارہی ہیں اس کا کوئی جواز کہیں سے بنتا ہے؟اب تو حال یہ ہے کہ تصویرکشی کی حرمت کا تصور بھی ذہنوں سے محو ہوتا جارہا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، شادی، میت، محفل، ٹرین، بس، ہوائی جہاز جہاں دیکھئے تصویریں لی جارہی ہیں، کون اسے حرام سمجھتا ہے؟ ذرا سوچئے! ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی ا ل'' میں کہیں بھی اس کی اجازت تھی؟ مگر جواز کے پہلو کی آڑ لے کر اس طرح تصویر کی حرمت کو حلت سے بدل دیا ہے کہ تصویر کی مخالفت کرنے والا ہی مجرم سمجھا جاتا ہے۔

ایک دور وہ تھا کہ حضور مفتئ اعظم ہند نے حج کے لئے بھی اس کارحرام کو جائز قرار نہیں دیا پھر باضابطہ بحث ومباحثہ کے بعد اسے ضرورت تک محدود کیا گیا مگر آج کس طرح یہ وباعام ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔اب یہاں حضور تاج الشریعہ کے عدم جواز کا موقف دیکھیں، تو انہیں معلوم ہوگا کہ امت مسلمہ کو گناہوں سے بچانے کے لئے آپ کا موقفِ عدم جواز احتیاط کے اعتبار سے بھی کتنا فائدہ مند ہے، ایمان داری سے دیکھیں تو پوری دنیا میں صرف تاج الشریعہ کی ایک ذات ایسی ہے جو آج قول وعمل دونوں اعتبار سے تصویر کشی کے خلاف ہے، گویا تصویر کی حرمت والی حدیث معنوی اعتبار سے اگر کہیں محفوظ ہے تو وہ تاج الشریعہ کی شخصیت اور ان کا کردار ہے۔

اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز وعدم جواز، آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت اور ٹرین میں پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے مسئلہ میں آپ کا موقف جہاں دلائل وشواہد کی روشنی میں صحیح ہے وہیں تقاضائے احتیاط بھی تاج الشریعہ کے موقف کی تائید میں ہے۔غور

کریں تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی ۔لاوڈ اسپیکر کے استعمال سے نماز کے صحیح ہونے نہیں ہونے میں اختلاف ہے لیکن اگر اس کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو نماز کے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ۔آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے اثبات میں اختلاف ہے لیکن آلات جدیدہ کے بجائے قدیم طریقے پر چاند کے اثبات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ۔چلتی ٹرین میں پڑھی گئی فرض وواجب نماز کے اعادہ کے حکم میں اختلاف ہے،اگر پرانے موقف پہ قائم رہتے ہوئے اعادہ کرلیا جائے تو کسی کے یہاں کوئی اختلاف نہیں ۔اس پہلو کو سامنے رکھ کر سوچیں تو تمام جدید مسائل میں تاج الشریعہ کا موقف صاف شفاف محتاط اور برحق نظر آئے گا اور اسی سے یہ بھی آشکارہ ہو جائے گا کہ علم وعمل اور عبادت وریاضت کے علاوہ حزم واحتیاط کے اعتبار سے بھی آپ واقعی جانشین مفتیٔ اعظم ہیں ۔

حضور تاج الشریعہ ”جانشین مفتیٔ اعظم“ ہیں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ مریدان مفتی اعظم کے لئے بھی آپ کی شخصیت قابل احترام اور اکتساب فیض کا محور ہے ۔پیری مریدی کے آداب سے جو حضرات واقف ہیں انہیں یہ خوب معلوم ہے کہ پیر کا ادب ان کی شخصیت تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے شہر ان کی اولاد،ان کے خلفاء وجانشین اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب بھی پیر ہی کا ادب ہے اور ان کے شہر،اولاد،خلفا وجانشین کی ایذا و بے حرمتی پیر کی ایذا اور ان کی بے حرمتی ہے ۔اللہ والوں کی سیرت سے اس کی حقیقت اور اس کا عرفان حاصل کیا جاسکتا ہے،سبع سنابل شریف میں ہے:

”ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی نظام الدین اولیاقدس سرہٗ) اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے،کہ ناگاہ کھڑے ہو گئے پھر بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور!کس بنا پر کھڑے ہوئے؟ فرمایا کہ ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہتا تھا آج اسی صورت کا ایک کتا مجھے نظر آیا کہ اس گلی میں گزر رہا ہے ۔میں اس کتے کی تعظیم کی خاطر اٹھا تھا“

سچے اور اہل دل مرید کا تعلق اپنے مرشد سے کیسا ہوتا ہے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بہار کے مشہور علاقہ ''پورنیہ'' کے بزرگ شیخ الاسلام مولانا غلام یٰسین رشیدی علیہ الرحمہ کے تعلق سے بھی ایک واقعہ مشہور رہے چنانچہ ''شیخ الاسلام حیات و مکتوبات'' میں منقول ہے کہ ''ان کا لڑکا ''جمیل الرشید'' ایک بار لالٹین کی روشنی میں اپنا سبق یاد کر رہا تھا اس نے لالٹین کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچانے کے لئے چمنی پر ایک پوسٹ کارڈ رکھ لیا تھا، آپ ٹہلتے ٹہلتے وہاں تک پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر بیتاب ہو گئے پوسٹ کارڈ کو اٹھایا بوسہ دیا اور خط کو لا پر رکھنے کے سبب بیٹے کی زبردست پٹائی کردی، وجہ پوچھنے پر بتایا کہ یہ خط میرے پیر و مرشد منبع البرکات حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش کا ہے جسے اس نے لالٹین کی چمنی پر چسپاں کیا تھا'' ذرا سوچئے! خط ہی تو تھا اس کے لالٹین پر رکھنے سے ایسا کیا ہوگیا کہ اس کی وجہ سے بچہ کی پٹائی کردی گئی، ظاہر بیں آنکھوں کے لئے ایسا کچھ نہیں، مگر مرید صادق کے لئے بہت بڑی بات تھی کہ اس خط سے ان کے پیر کی نسبت جڑی ہوئی تھی، جس کی بے وقعتی ہو رہی تھی۔

جماعت اہل سنت کے نامور بزرگ حضور مجاہد ملت کے بارے میں منقول ہے کہ:
''ایک مرتبہ آپ بریلی شریف تشریف لے گئے رکشا پر سوار ہوئے، کچھ دیر رکشا چلا کہ آپ نے رکشا والے سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام ''حامد'' بتایا، اتنا ہی آپ نے رکشا رکوا دیا اور اس کو مطلوبہ رقم سے زائد رقم دے کر جانے لگے، رکشا والا بھی یہ منظر دیکھ کر حیرت میں اس نے پوچھا ''حضور بات میں نہیں آئی، آپ رکشا سے اتر بھی گئے اور مطلوبہ رقم سے زائد رقم بھی دی'' فرمایا ''میرے مرشد کا نام بھی حامد ہے، (مجھے یہ گوارہ ہو کہ اس نام کے آدمی سے ا کام لوں) نام کی مناسبت کی بنا پر احتراماً میں رکشا سے اتر گیا'' (مجاہد ملت نمبر ص ۳۹۷)

پیر کا فیضان یوں نہیں ملتا بلکہ ''تو من شدی من تو شدم'' کی منزل سے گزرنا پڑتا ہے، جب یہ منزل مل جاتی ہے تو فیضان کا دریا بہنے لگتا ہے، حضور مجاہد ملت کیا تھے یہ زمانہ پہ روشن ہے مگر اس مقام تک کیسے پہنچے یہ اس طرح کے واقعات سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہ پیر کی محبت

وعظمت اوران سے نیازمندانہ تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں عمر کے واضح فرق کے باوجود حضور تاج الشریعہ کا وہ ادب واحترام کیا جس کا تصور کاملوں ہی سے کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری اپنی کتاب ''حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت'' میں لکھتے ہیں:

مجاہد ملت تاج الشریعہ کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے کہ آج لوگ اپنے استاذ کا احترام نہیں کر پاتے یہ عشق تو جھکنا چاہتا ہے مگر عقل کسر شان کا فلسفہ کھڑا کر دیتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ حضور مجاہد ملت سے عمر میں ظاہر ہے بہت چھوٹے تھے، ان کی جوانی تھی تو حضرت کی ضعیفی و پیری مگر اس تفاوت کے باوجود مجاہد ملت کا انداز وفا دیکھئے، تاج الشریعہ ایک بار بھدرک تشریف لائے مجاہد ملت اپنے متعلقین کے ساتھ موجود ہیں، پل پل خدمت ومدارات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسی دوران ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے اور کہا حضور مجھے آپ مرید فرمالیں، یہ سن کر حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا ''میرے مخدوم اور مخدوم زادے، بریلی شریف کے شہزادے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کروں؟ حبیب الرحمٰن کی یہ مجال کہ اتنی بڑی جرأت کرے، یہ تمہارا نصیب ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں، تمہیں شہزادے صاحب ہی سے بیعت ہونا ہے، خود لے جا کر ان صاحب کو تاج الشریعہ سے بیعت کروایا''

ان واقعات کی روشنی میں اہل دل اور اہل نظر حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پیر سے منسوب اشیا کا یہ مقام ومرتبہ ہے تو جن کی رگوں میں پیر کا خون گردش کر رہا ہے ان کا مقام ومرتبہ کیا ہوگا؟ حضور تاج الشریعہ ''جانشین مفتیٔ اعظم'' بھی ہیں اور نواسہ مفتیٔ اعظم بھی اور دونوں اعتبار سے مریدان مفتیٔ اعظم کے لئے ان کی ذات منبع فیوض اور جامع البرکات ہے، کہ یہاں نسبت ارادت بھی ہے اور نسبت نسب بھی، اگر پیر کی سچی محبت دل میں موجود ہے تو انہیں اسی ذات میں مفتیٔ اعظم کا عکس نظر آئے گا ان کا تقویٰ، علم، اتباعِ سنت، معاندین ومخالفین کے جواب میں صبر اور سفر وحضر میں بھی لمحہ لمحہ کا علمی وروحانی استعمال یقیناً مفتیٔ اعظم کے

جانشین ہی کے حصے کی چیز ہے، مگر یہ حیرت کا مقام ہے کہ پیر سے دعویٰ محبت کے باوجود ان کے نسبی جانشین سے وہ مطلوبہ محبت و تعلق دیکھنے میں کم آتا ہے جو پیر کی نگاہ میں "وفاشعار" رہنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف حضرت محبوب الٰہی کا پیر کے شہر کے مشابہ کتے کا احترام دوسری طرف پیر کے جانشین سے دوری اور ان سے اختلاف، ایک طرف پیر کے خط کی بے وقعتی سے مرید کی برہمی، دوسری طرف پیر کے جانشین کے مخالفین سے دوستی و ائی، ایک طرف مجاہد ملت کا پیر کے پوتے کا ادب واحترام دوسری طرف اپنے پیر کے جانشین سے بے رغبتی، اندازہ لگائیں کیا اسی کا نام بیعت وارادت اور اسی کا نام شیخ کا ادب واحترام ہے؟ کیا شیخ کے جانشین کو ایذا دینا شیخ کو ایذا دینا نہیں؟ اور کیا ایسے میں پیر کا فیضان جاری رہ ہے؟

واضح رہے کہ کسی مسئلہ میں علمی اختلاف (اختلاف کی اہلیت ہو تو) الگ چیز ہے مگر دیگر معاملات میں اختلاف اور معاندین مذہب و مسلک سے تعلق و دوستی یقیناً محل نظر ہے، ایسے لوگوں کو اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی محبت کا جائزہ لینا چاہئے۔ تاج الشریعہ ابھی حق کی علامت، حق کی پہچان اور کاروان حق کے سپہ سالار ہیں۔ ان سے وابستگی ہی پیر کی بارگاہ میں خراج اور دین کی بڑی خدمت ہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم کے دست گرفتہ اور فیض یافتگان سے یہی عرض ہے کہ وہ حالات کے تقاضے کو سمجھیں معاندین مسلک اور مخالفین تاج الشریعہ کے خفیہ عزائم کو سمجھیں وہ اگر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو حالات کا منظر بدل ہے اورا نہیں بدلنا ہوگا کہ روح مفتیٔ اعظم کی پکار رہی ہے، اب تاج الشریعہ کی مخالفت کرتے کرتے معاندین حسام الحرمین کی حقانیت سے لوگوں کو مشکوک بنا رہے ہیں قدیم اختلافی مسائل کو سامنے لا کر انتشار کی خلیج بڑھا رہے ہیں اب ایسے میں بھی خاموش تماشائی بنے رہنا مسلک اہل سنت کو مشکوک اور مفتیٔ اعظم کے مشن کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ جس کی توقع ان کے مریدوں سے نہیں کی جا ے

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم   کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

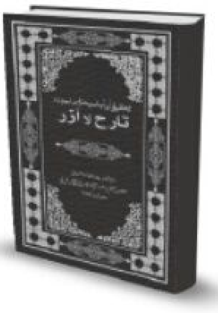

فقه شاهنشاه

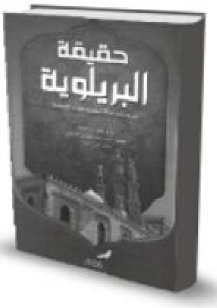
حقيقة البريلوية

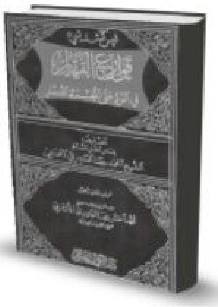

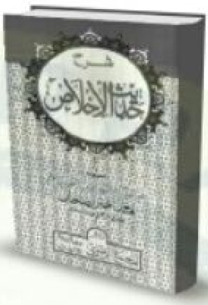

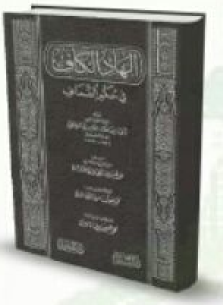

عطايا القدير
في حكم التصوير

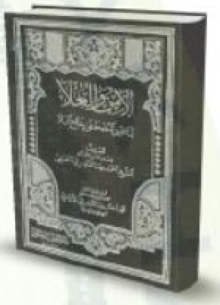

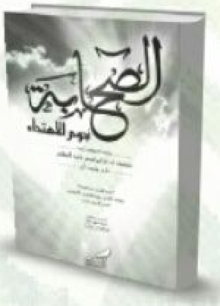

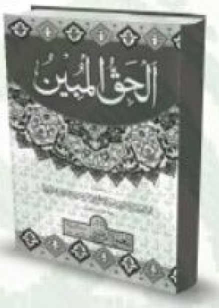
الحق المبين

OF PURE ORIGIN

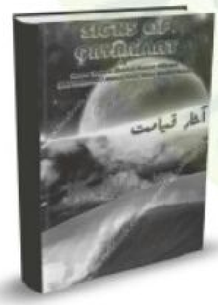

THE COMPANIONS
ARE THE STARS
OF GUIDANCE

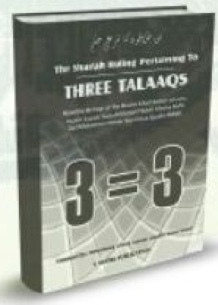
THREE TALAAQS
3 = 3

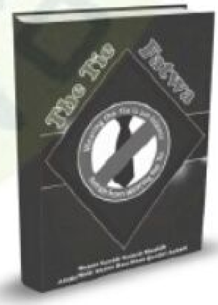
The Tie
Fatwa

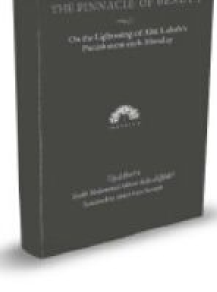
THE PINNACLE OF BEAUTY

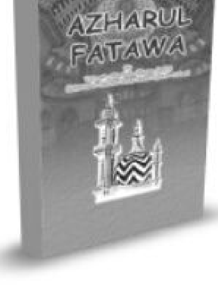
AZHARUL
FATAWA

نگاہِ مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

اختر اعلیٰ حضرت کی نوری کرنیں